© rasailojaraid.com

نام کتاب	پاکستان میں فارسی ادب (جلد چہارم: 1185 ھ- 1265 ھ)
مصنف	ڈاکٹر ظہور الدین احمد
ناشر	ادارہ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور-
سال طباعت	1977 ء
قیمت	100.00روپے
صفحات	س+987
تبصرہ نگار	ڈاکٹر گوہر نوشاہی

پاکستان میں فارسی ادب ڈاکٹر ظہور الدین احمد کی مشہور تصنیف ہے بلکہ یوں کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ ڈاکٹر ظہور الدین احمد کو اگر اپنی کسی تصنیف کے سبب علمی پہچان اور شہرت عام حاصل ہوئی ہے تو وہ یہی ایک ہے - یہ کتاب برصغیر میں فارسی زبان و ادب کی عہد بعہد تاریخ اور ترویج واشاعت کی داستان ہے- مصنف نے زندگی کا ایک طویل سفر اس کتاب کی تصنیف کے ساتھ طے کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ کتاب اس اعتبار سے یقیناً ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے کہ اس کے مصنف نے فارسی زبان و ادب کے ایسے صدھا نسخوں کو خود دیکھ کر ان کی قدروقیمت متعین کرنے کی کوشش کی ہے جو پچھلے کئی سو برس میں برصغیر میں بالعموم اور سر زمین پاکستان پر بالخصوص معرض وجود میں آئے-

اس سے پہلے اس کتاب کی تین جلدیں جو اس سے ماقبل عہد کےفارسی ادب پر محیط تھیں، منظر عام پر آکر اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں- زیر نظرکتاب اس کی جلد چہارم ہے جس میں سکھوں کے عہد یعنی 1185ھ تا 1265ھ یعنی 1768 ء تا 1849ء کے فارسی ادب کا جائزہ لیا گیا ہے- اس حصے کو ادارہ تحقیقات پاکستان ، دانشگاہ پنجاب، لاہور نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے- ڈاکٹر ظہور الدین احمد اپنے علم و فضل، و سعت مطالعہ اور محنت وجاں کا ہی کے اعتبار سے پاکستان کے ساتھ ساتھ بیرون پاکستان بھی خاصی شہرت کے مالک ہیں- یہی سبب ہے کہ فارسی زبان و ادب سے دلچسپی رکھنے والے "پاکستان میں فارسی ادب" کی ہر جلد کے والہانہ طور پر منتظر رہے ہیں-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈاکٹر ظہور الدین احمد کو جن لوگوں نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں اورینٹل سیکشن کے ایک گوشے میں دنیا و مافیہا سے بے خبرنسخوں میں ڈوبےہوئے دیکھا ہے، وہ اس مرد درویش کی اپنے کام سے غیر معمولی وابستگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ **پاکستان میں فارسی ادب** کی تمام جلدیں فارسی ادب کے ان پوشیدہ اور فراموش شدہ خزانوں کی کلید ہیں جو پاکستان کے مختلف گوشوں اور بالخصوص پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے مختلف ذاتی ذخیروں میں پڑے کسی مردتحقیق کی توجہ کے منتظر تھے۔ پاکستان میں فارسی ادب کی خوش نصیبی ہے کہ اسے ڈاکٹر ظہور الدین احمد جیسا دل سوز محقق نصیب ہوا۔

پاکستان میں فارسی ادب کی زیر نظر چوتھی جلد کا دائرہ کار متعین کرتے ہوئے فاضل مصنف لکھتے ہیں:

"اس میں پاکستان کے ان حصوں کا ادب شامل کیا گیا ہے جو سکھوں کے زیر حکومت تھے۔ اس علاقے میں دریائے ستلج کے بالائی حصے کا پنجاب، ملتان، کشمیر اور وادیٔ پشاور کا کچھ حصہ شامل تھا۔" (تعارف)

خالصہ عہد میں لاہور کو سیاسی، علمی اور ادبی اعتبار سے شاہرگ کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ مہاراجا رنجیت سنگھ، اس کے پیشرو اور جانشین سکھ حکمرانوں کے عہد میں بھی اسلامی تہذیب و تمدن اور علم و ثقافت کا مرکز ہونے کے اعتبار سے لاہور ہی کو شہر علم و دانش کا درجہ حاصل تھا۔ چنانچہ لاہور کا خالصہ حکومت کے دوسرے شہروں کی نسبت علمی خزانوں سے مالا مال ہونا خلا ف حقیقت نہیں۔ زیر نظر کتاب کے مصنف، ڈاکٹر ظہورالدین احمد نے چونکہ اپنا بیشتر تصنیفی کام لاہور ہی میں بیٹھ کر انجام دیا ہے، اس لیے گمان غالب ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے ممکن حد تک موضوع سے متعلق مآخذ سے استفادہ کیا ہوگا۔ تحقیق میں کوئی بات حرف آخر نہیں ہوتی چنانچہ زیر نظر کتاب میں بھی جہاں مصنف کی محنت نمایاں طور پر سامنے آتی ہے، وہاں بعض مقامات پر تحقیقی مصادرتک نارسائی اور بعض مواد میں بے احتیاطیوں اور فروگزاشتوں کے نمونے بھی موجود ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا علمی مرتبہ اور شخصی احترام اپنی جگہ لیکن ان امور پر توجہ اس لیے ضروری ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ قارئین درست حقائق سے باخبر ہوں اور علمی دیانت کا حق ادا ہو سکے- اس جگہ اس امرکی وضاحت بھی ضروری ہے کہ یہ تبصرہ کسی کتب خانے میں بیٹھ کر نہیں لکھا جارہا بلکہ مطالعہ کتاب کے دوران جو باتیں حافظے میں موجود تھیں، انھی سے استفادہ کیا جا رہا ہے-

(1) صفحہ 3 پر دوسرے پیرے کے آخر میں جسا سنگھ حاکم لاہور کے جاری کردہ سکے کی عبارت یوں درج ہے:

"سکّہ زدبفضل خالصہ بملک احمد شاہ مفتوحہ جسا کلال"

ڈاکٹر صاحب نے اس عبارت کا ماخذ بیان نہیں کیا- منشی محمد لطیف نے **تاریخ پنجاب** میں اس کا ذکر کیا ہے- سکوں کے لیے سجع عموماً قافیہ دار ہوتا تھا- مذکورہ سکّے کا سجع یوں تھا:

سکہ زد درجہاں بفضل اکال ملک احمد گرفت جسا کلال

(2) صفحہ 20 پر مفتی علی الدین کے حالات درج نہیں - مفتی علی الدین، **تحقیقات چشتی** کے مصنف مولوی نوراحمد چشتی کے خالو، مولوی احمد بخش یکدل کے ہم زلف اور مولوی محمد بخش صحاف کے دامادتھے- پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود معاصر بیاضوں سے ان کے سوانحی کوائف تلاش کیے جا سکتے تھے- میں نے ان کا تفصیلی تذکرہ اپنے پی- ایچ - ڈی کے مقالے " لاہور کے چشتی خاندان کی اردو خدمات" میں کیا ہے- مقالے کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے-

(3) صفحہ 42 ، پہلے پیرے کی آخری سطر میں منشی عبد الکریم کی تصنیف **تحفۃ الاحباب** کی اشاعت کا سال 1265 عیسوی لکھا گیا ہے- یہ غالباً سہوطباعت ہے- 1265 ہجری ہونا چاہیے-

(4) رتن چند کلیانوی کی "خالصہ نامہ" پر بحث کرتے ہوئے صفحہ 450 پر اس کتاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ "احمد شاہ کے حکم سے سپاہی سکھوں کے سرکاٹ کر لاتے تھے اور مقررہ رقم انعام پاتے تھے"-

اس امر کی تصدیق مولوی احمد بخش یکدل چشتی نے بھی اپنی تصنیف **تحفۂ یکدل** میں کی ہے - چنانچہ لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

" احمد شاہ درگزر چوک نخاس متصل مزار حضرت شیخ کا کوچشتی شہید نبیرہ موج دریا فرزندگنج شکررحمہم اللّٰہ برلب مسجد ارادتخان کہ بلنداست ، نشستہ و متصل مزارشیخ مغفوراز مفارق موبسراں دومینار کلان ساختہ مشاہدہ تأصیل کفار می نمود- (قلمی ص 44 ، مملوکہ راقم الحروف)

(5) صفحہ 52 پر مولوی احمد بخش چشتی کا ذکر امر ناتھ اکبری کے استاد کے طور پر کیا گیا ہے- مولوی احمد بخش اپنے عہد کی اہم علمی شخصیت تھے- خالصہ دربار کے کئی وزراء ان کے شاگردتھے- امر ناتھ اکبری کے علاوہ ان کے والد اور مہاراجہ کے وزیر مالیات راجہ دیناناتھ، سرائے رتن چند کے بانی رتن چند داڑھی والا و غیرہ سب نے ان ھی سے سند تحصیل حاصل کی تھی- مولوی احمد بخش چشتی یکدل تخلص کرتے تھے- امرناتھ اکبری نے اپنی غزلوں میں ان کا ذکر کیا ہے - مولوی صاحب بلند پایہ تاریخ نویس تھے - تقریباً 37 سال ڈائری لکھی جو اپنے عہد کی منفرد سیاسی، معاشرتی، تاریخی اور ادبی دستاویز ہے - تیس جلدوں میں اس روز نامچے کو خود یکدل نے " آئینہ جہان نما" کہہ کر پکارا تھا- آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر نے مولوی یکدل کو فخر الشعراء کا خطاب دیا تھا- ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے زیر تبصرہ جلد میں مولوی یکدل کا کسی زمرے میں بھی خصوصی تذکرہ نہیں کیا - فارسی زبان کے اس قدراھم ادیب، شاعر اور مورخ کو نظر انداز کرنا تحقیقی اعتبار سے نارسائی کے مترادف ہے - ڈاکٹر صاحب نے یکدل کے روزنامچوں کا ذکر کیا ہے جن پر "پنجاب ہسٹاریکل سوسائٹی " کے جرنل (1917ء) میں سرعبدالقادر کا مفصل مقالہ شائع ہوا تھا- ڈاکٹر صاحب کی نظر سے یہ مقالہ یقیناً گزرا ہوگا، اس مقالے میں ڈائریوں کے اقتباس درج ہیں جن سے یکدل کی فارسی نثر کے تاریخی اسلوب کا اندازہ کیا جاسکتا ہے - اس کے علاوہ یکدل کی ادبی نثر کا ایک نمونہ " دیباچہ دیوان حقیر" کے نام سے پنجاب یونیورسٹی کے مجموعہ مخطوطات میں شامل ہے جہاں اس کا نمبر 7422ہے- میرا خیال ہے ڈاکٹر صاحب کو یکدل کے علمی اور ادبی قدوقامت کا اندازہ نہیں ہے- یکدل کے بارے میں آخری بات یہ ہے کہ وہ پنجاب کے ممتاز مؤرخ (تحقیقات چشتی کے مصنف) مولوی نوراحمد چشتی اور رفیق ہند کے مدیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولوی محرم علی چشتی کے والد تھے۔

(6) صفحہ 61 پر تاریخ سکھاں کے مصنف کو مجہول الاسم قرار دیا گیا ہے - فہرست مندرجات کے مطالعے سے گمان ہوتا ہے کہ یہ کتاب فقیر سید غلام محی الدین نوشہء ثانی کی تصنیف ہے - یہ تاریخ سیاسی اعتبار سے مہاراجا رنجیت سنگھ کے دور سے پہلے ختم ہو جاتی ہے اور آخر میں سندھ کے کلہوڑا خاندان کا ذکر ہے - فقیر نوشہء ثانی کو کلہوڑا خاندان سے خاص دلچسپی تھی- انہوں نے اپنے ایک فارسی رسالے میں اس خاندان کا تفصیلی ذکر کیاھے- اسے راقم الحروف نے "رسالہ ازآثار فقیر نوشہء ثانی" کے نام سے مرتب کر کے طویل مقدمے کے ساتھ سہ ماہی **صحیفہ** لاہور کے شمارہ جولائی 1972ء میں شائع کروایا تھا- -

(7) صفحہ 74 پر مثنوی " کرامی نامہ" میں ہندی اور پنجابی الفاظ کے استعمال کو مصنف کی زبان فارسی میں نااہلی قرار دیا گیا ہے - حالانکہ یہ خالصہ دور کی فارسی نظم و نثر کا خاص اسلوب ہے - کیوں نہ اسے فارسی نثر کا " پنجابی اسلوب" کہا جائے - اس روش سے اس عہد کے نامور اہل قلم کی تحریریں بھی مبرّا نہیں-

(8) صحفہ 78 پر " بیان احوال ملک ہندوملوک آں" کے مصنف سید احمد شاہ کو" اغلب ہے کہ بٹالے کے رہنے والے ہوں گے ، "لکھاھے - ڈاکٹر صاحب کو غالباً مخطوطے کے دقیق مطالعے کا اتفاق نہیں ہوا - مصنف موصوف" سید احمد شاہ بٹالوی ہی ہیں جو حضرت فاضل شاہ بٹالوی اور سید غلام غوث بٹالوی مصنف **مثنوی رمز العشق** کی اولاد میں تھے اور درگاہ عالیہ قادریہ بٹالہ کے سجادہ نشین تھے- تفصیلی حالات راقم الحروف کی مرتبہ **مثنوی رمز العشق** مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور کے مقدمے میں موجود ہیں- نیز دیکھیے " دربار قادریہ فاضلیہ کا قرطاس التعارف" مؤلفہ سید بدر محی الدین قادری مطبوعہ لاہور 1970ء-

(9) صفحہ 79 پر شاہ غلام غوث غلام لکھا ہے - یہ اشتباہ ہے ، غلام، سید غلام غوث بٹالوی کا نہیں بلکہ سید غلام قادر بٹالوی کا تخلص تھا- سید غلام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غوث، سید غلام قادر بٹالوی کے بیٹے تھے- اسی سطر میں احمد محمد شاہ بھی غلط ہے- دوناموں کو ملادیا گیا ہے - سید محمد شاہ بٹالوی اور سید احمد شاہ بٹالوی دو الگ الگ شخصیات ہیں- یہ دونوں باپ بیٹے تھے-

(10) صفحہ 92 پر امر ناتھ اکبری کی فارسی غزل پر محاکمہ کرتے ہوئے اسے سعدی، حافظ، عرفی اور غالب کے مقابلے میں کم وزن اور بے حیثیت قرار دیا ہے- ڈاکٹر صاحب سے التماس ہے کہ امر ناتھ اکبری خودبھی اپنی غزل کو ان اساتذہ کے مقابلے میں نہیں لاتے تھے- آخر کسی شاعر کے لیے یہ کیا مجبوری ہے کہ وہ ہر صورت میں عالی رتبہ شعراء کا ہم پلّہ قرار پائے- نقد شعر کا یہ انداز منصفانہ نہیں ہے-

(11) صفحہ 93 پر اکبری کا ایک شعر یوں لکھا ہے:

گرشوق فناداری ترکِ دوئی ازلا
نابودشدن بہتراز دولت خودکامی

اس شعر کا پہلا مصرعہ بے وزن ہے - دیوان اکبری (مطبوعہ مطبع کوہ نور لاہور 1873ء) میں یوں ہے:

گرشوق فناداری کُن ترکِ دوئی ازلا
نابودشدن بہتر ازدولت خود کامی

(12) صفحہ 120 پر سلسلہ نوشاہیہ کی بر قندازی شاخ کے شجرے میں بہت سارے نام غلط دیئےہیں- مصنف ،سلسلہ نوشاہیہ کے ممتاز محقق حضرت شرافت نوشاہی رح کے احباب میں سے ہیں، انہیں شرافت صاحب سے اس شجرے کی توثیق کروانی چاہیے تھی- علاوہ ازیں ڈاکٹر صاحب کی نظر سے شرافت صاحب کی تصنیف " شریف التواریخ" بھی یقیناً گزری ہوگی اس کی ایک جلد میں بھی یہ شجرہ صحت کے ساتھ موجود ہے- مثال کے طور پر شجرے میں سچیار اور پیر محمد دونام درج ہیں حالانکہ حضرت پیر محمد سچیار رح ایک ہی شخصیت ہیں- اسی طرح" ابوالفرج طرطوس نہیں، حضرت ابو الفرح طرطوسی رح درست ہے - شجرے کے نیچے فقیر عزیزالدین کے اشعار درست نہیں پڑھے گئے- دوسرے اور چوتھے مصرعے میں میری تحقیق کےمطابق " ثانی اے نوشہ"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں "ثانیٔ نوشہ" ہے- یاد رہے کہ نوشہء ثانی ، فقیر عزیزالدین کے والد حضرت غلام محی الدین کا لقب تھا-

(13) صفحہ 123 پر شعر کا دوسرا مصرعہ ساقط الوزن ہے- غالباً یوں ہوگا:

"کہ ازفضل تومیگردد بہ یکدم حلّ مشکل ھا" ۔

(14) صفحہ 128 پر فقیر نور الدین منور کے سوانح مرتب کر تے ہوئے محض **عمدۃالتواریخ** مصنفہ سوہن لعل سوری پر بھروسہ کیا گیا ہے- جو کافی نہیں- نورالدین منور کا فارسی دیوان پیکجز لاہور کی طرف سے شائع ہو چکا ہے- مرتب کادیباچہ ایک اچھا حوالہ ہوسکتا تھا، اس کے علاوہ پنجابی ادبی اکیڈمی نے منور کی مصنفہ کتاب **تاریخ کوہ نور** شائع کی- اس پر مقدمہ بھی لکھا گیا، اس کا حوالہ بھی دینا چاہیے تھا- معاصر بیاضوں میں بھی فقیر نورالدین کو خلیفہ نور الدین کے نام سے تفصیلاً یاد کیا گیا ہے-

(15) صفحہ 138 پر پیر قلندر شاہ لاہوری کے ایک شعر سے یہ استنباط کیا گیا ہے کہ فقیر امام الدین شاعر تھے اور اظہر تخلص کرتے تھے، حالانکہ ان کی خاندانی یا معاصر کسی بیاض یا حوالے سے ان کا کلام دستیاب نہیں ، یہ کیسے ثابت ہوا کہ امام الدین اظہر ہی فقیر امام الدین تھے اور اس نام کی کوئی اور شخصیت اس دور میں وجود نہ رکھتی تھی-

(16) صفحہ 143 پر محمد ہاشم شاہ کے بارے میں معلومات ناقص ہیں، ہاشم شاہ پنجابی اور فارسی زبان کے نامور شاعر تھے- متعدد تصانیف یادگار ہیں- سلسلہ نوشاہیہ میں بیعت تھے- "چہار بہار" کے عنوان سے حضرت نوشہ گنج بخش رح کے ملفوظات فارسی میں سوال وجواب کے انداز میں جمع کیے- یہ مخطوطہ دو مرتبہ شائع ہوچکا ہے- ایک مرتبہ پیر غلام رسول برق مرحوم نے مختصر مقدمے کے ساتھ اور دوسری مرتبہ حضرت شرافت نو شاہی مرحوم نے اردو ترجمے کے ساتھ مرتب کیا اور اس پر مقدمہ بھی تحریر فرمایا جسے ادارہ معارف نو شاہیہ ساہنپال نے شائع کیا ہے - علاوہ ازیں پنجابی ادب کی تاریخوں اور **شریف التواریخ** میں بھی ان کے تفصیلی حالات موجود ہیں-

(17) صفحہ 150 پر مثنوی **کنز الرحمت** کے ماخذ کے بارے لکھا ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مؤلف نے اپنی معلومات کے ماخذ کا ذکر نہیں کیا- اتنا ضرور ھے کہ حضرت نورشاہ، ان کے بیٹوں ، جانشینوں اور دوستانِ طریقت کے احوال و واقعات کے لیے تو یقیناً احوال حضرت نوشہ گنج بخش مؤلفہ محمد حیات سے استفادہ کیا ھوگا-

حافظ محمد حیات نوشاھیؒ ، حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی اولاد سے تھے- ان کی کتاب کا نام **تذکرہ نوشاھیہ** ھے- ڈاکٹر ظھور الدین احمد صاحب نے شاید خود اس کتاب کو ملاحظہ نہیں فرمایا حالانکہ اس کا ایک قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ھے- ان کی یہ معلومات شاید حضرت شرافت نوشاھیؒ کی زبانی روایت پر مبنی ھیں کیونکہ شرافت صاحب کی طرح حافظ محمد حیاتؒ بھی حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی اولاد کی برخورداریہ شاخ سے تھے- **تذکرہ نوشاھیہ** سے مفتی غلام سرور لاھوری نے بعض بزرگوں کے احوال و واقعات میں تذکرہ **خزینۃ الاصفیا** لکھتے ھوئے استفادہ کیا تھا لیکن **کنزالرحمت** میں مندرج واقعات بعض مقامات پر **تذکرہ نوشاھیہ** کے مطابق نہیں ھیں- اشرف منچری ، صاحب علم ،کتاب دوست اور اثر و رسوخ والے شخص تھے- انھوں نے یقیناً سلسلہ نوشاھیہ کے متعدد ماخذ سے استفادہ کیا ھوگا-

(18) صفحہ 158 پر شہباز اور محمد حسین کی تصنیف **وقائع پنوں** کا ذکر ھے- "وقائع پنوں " کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کے تنقیدی جملوں سے قطع نظر یہ بات دلچسپ ھے کہ ڈاکٹر صاحب کو دونوں مصنفین میں سے کسی کے حالات دستیاب نہیں ھوئے - حالانکہ شہباز کا ذکر شریف التواریخ میں موجود ھے ، وہ اس سے استفادہ کر سکتے تھے-

(19) صفحہ 158 پر ھی میرنتھوشاہ کا ذکر ھے جس میں غیر معمولی اختصار ان کی شخصیت کو پورے طور پر واضح نہیں کرتا- وہ اپنے عھد کی ممتاز علمی ، ادبی اور روحانی شخصیت ھونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پائے کے طبیب بھی تھے- ان کے احوال کے لیے محض سوھن لعل سوری پر اکتفا نہیں کیا جاسکتا- معاصر مؤرخین اور روزنامچہ نویسوں نے ان کا تذکرہ بے حد احترام سے کیا ھے- میر نتھوشاہ فارسی کے علاوہ اردو کے شاعر بھی تھے- حافظ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محمود شیرانی کی تصنیف " پنجاب میں اردو " میں ان کا ذکر موجود ھے - میر نتھو شاہ کے تفصیلی حالات "عبرت نامہ" مولفہ مفتی علی الدین بن مفتی خیر الدین میں بھی موجود ھیں- یہ کتاب چھپ چکی ھے ، فاضل مصنف کو اس سے استفادہ کرنا چاھیے تھا - راقم الحروف نے جب مولوی نوراحمد چشتی کی کتاب" یادگار چشتی" مرتب کی تھی تو اس کے مقدمے میں مولوی نور احمد کے والد مولوی یکدل کے حوالے سے میرنتھوشاہ کا تفصیلاً ذکر کیا تھا ان کا ذکر مع تالیفات مرحومہ ڈاکٹر ممتاز گوھر کے مقالے " پنجاب میں اردو ادب کا ارتقاء" اور میرے مقالے " لاھور کے چشتی خاندان کی اردو خدمات" میں بھی موجود ھے-

(20) صفحہ 159 پرمولوی غلام حسن خورم کے ذکر میں ان کے دیوان **مضحکات خورم** کا حوالہ موجود نہیں جس میں ان کا فارسی کلام بھی موجود ھے - غلام حسن خورم خالصہ عہد کے قابل ذکر شعراء میں تھے ، راجا شیر سنگھ کے دربار سے بھی تعلق تھا ، انھوں نے اردومیں شہر آشوب نما نظمیں لکھی ھیں جو اپنے عہد کی بھر پور عکاسی کرتی ھیں - فاضل مصنف کے ساتھ ایک دقت یہ ھے کہ وہ جس مصنف کی ایک کتاب دیکھ رھے ھوتے ھیں،اس کی کسی دوسری تصنیف کی طرف آنکھ اٹھا کربھی نہیں دیکھتے-

(21) 243 پر **مرآۃ الغفوریہ** کے ذکر میں لکھا ھے :

> اولیائے نوشاھیہ کے لیے انھوں نے ذیل کے اشخاص سے رجوع کیا اور اطلاعات حاصل کیں: مرزا احمد بیگ، قاضی رضی الدین، قاضی خوشی محمد کنجاھی ، حافظ معموری، میاں تاج الدین،صاحبزادہ ھاشم دریا دل، شیخ جمال و جلال، میاں میر محمد جیو، والدہ صاحبہ-

اس اقتباس میں قابل توجہ بات یہ ھے کہ مذکورہ بالا بزرگوں میں سے اکثر کا تعلق خود حضرت نوشہ گنج بخشؒ (م1064ھ) کے عہد سے ھے اور **مرآۃالغفوریہ** کی تالیف تک ان میں سے کوئی بزرگ بھی بقید حیات نہ تھا- پھر ان سے مولوی امام بخش نے کس طرح استفادہ کیا ؟ آخری بزرگ کا نام میاں میرمحمد نہیں، میاں پیر محمد ھونا چاھیے جو حضرت پیر محمد سچیارؒ کے نام سے شہرت رکھتے ھیں- جہاں تک معلومات حاصل کرنے کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعلق ہے تو مندرجہ بالا فہرست میں سے صرف پہلے بزرگ مرزا احمد بیگ لاھوری کی تصنیف **مقامات حاجی بادشاہ المعروف رسالہ الاعجاز** سلسلہ نو شاھیہ کے بزرگوں کا تذکرہ ہے، باقی ناموں کے سلسلے میں عرض ہے کہ **مراۃ الغفوریہ** میں ان سب بزرگوں کے حالات درج کیے گئے ھیں، ان سے استفادہ نہیں کیا گیا- کتاب کے صفحہ 12 پر **مراۃ الغفوریہ**، نور اللہ نوشاھی کی تصنیف بتائی گئی ہے جو مصنف کے والد تھے-

(22) ملتان، پشاور اور کشمیر میں وجود آنے والے فارسی ادب کا جائزہ بھی بے حد نامکمل اور تشنہ ہے- ان علاقوں کے آثار پر محض پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں بیٹھ کر کامل دسترس ناممکن ہے- اس سلسلے میں ان علاقوں کے اہل علم سے مل کر اور ذاتی کتب خانوں کی چھان بین کے بعد ھی کوئی رائے قائم کی جاسکتی تھی- اسلام آباد میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کی لائبریری " کتابخانہ گنج بخش" اس سلسلے میں خاص اھمیت رکھتی ہے- اس کتب خانے کے مخطوطات کی فہرستیں آقای دکتر حسین تسبیحی اور آقای منزوی نے مرتب کردی ھیں- کتاب کے مذکورہ حصوں میں ان فہارس سے بھی کما حقہ، استفادہ نظر نہیں آتا- کشمیر کے فارسی ادب پر تذکرہ **بہارگلشن کشمیر**، **تذکرہ شعرائے کشمیر**، پروفیسر عبدالقادر سروری کی مرتبہ **کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ** اور مرزا سیف الدین مرحوم کی تصنیف **خلاصۃ التواریخ** میں بھی کچھ مواد موجود تھا- ان کتابوں یا ان سے استفادے کا ذکر نہیں کیا گیا-

یہ چند سطور برداشتہ قلم لکھی گئی ھیں، ان میں بے شمار مطالب کا اضافہ کیا جا سکتا ہے- ضرورت اس امر کی ہے کہ **پاکستان میں فارسی ادب** کی تسوید میں محققانہ حزم و احتیاط اور جاں کاھی کے عمل کو ملحوظ خاطر رکھا جائے- ڈاکٹر ظہور الدین احمد فارسی ادب کی تحقیق میں ایک نہایت معتبر اور وقیع شخصیت ھیں، ان کی تصانیف میں اس شخصیت کی جھلک نمایاں طور پر نظر آنی چاھیے، وہ ایک کہنہ مشق استاد اور محقق ھیں، قارئین ادب کا ان سے توقعات وابستہ کرنا بے جا نہیں -

© rasailojaraid.com